حضرت امام خمینیؒ کا تاریخ ساز پیغام

میخائل گورباچوف کے نام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری دنیا اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ ایران میں اسلامی جمہوری حکومت کے قیام سے قبل مشرق ومغرب کی دوعظیم طاقتوں نے دنیا کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کررکھا تھا۔یعنی دنیا کے تمام ممالک یا مشرقی بڑی طاقت کے فرمانبردار تھے یا مغربی بڑی طاقت کے اطاعت گزار اور مشرقی بڑی طاقت کی باگ ڈور سوویت یونین کے صدر گورباچوف اور مغربی بڑی طاقت کی قیادت صدر امریکہ جمی کارٹر کے ہاتھوں میں تھی اور عالمی سیاست انھیں لوگوں کے اشارہ پر گامزن تھی اور اسلام ومسلمانوں کی سرکوبی کا لامتناہی سلسلہ جاری تھا۔

ایسے انسانیت سوز ماحول میں ۱۱رفروری ۱۹۷۹ء کو اسلامی انقلاب کی عظیم الشان کامیابی کے بعد امام خمینی نے دنیا میں پہلی بار نہ صرف 'نہ شرقی '' نہ غربی فقط جمہوری اسلامی' کے نعرہ کے ساتھ دونوں بڑی طاقتوں کی بالادستی کی اعلانیہ تردید کرتے ہوئے خداوند عالم کی لازوال طاقت پر بھروسہ کرنے کی دعوت دی بلکہ پیغمبر اکرمؐ کی سنت وسیرت پر عمل کرتے ہوئے مشرقی عظیم طاقت کے سربراہ گورباچوف کی خدمت میں ایک سفارتی وفد بھیج کر انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی۔

دعوت اسلامی پر مبنی اس پیغام کی سب سے بڑی اہمیت یہ تھی کہ اپنے اس مکتوب میں امام خمینی نے عالمی اشترا کی نظام کی ناکامی ونابودی کی آہٹ محسوس کرتے ہوئے یہ اعلان کردیا تھا کہ'' آپ جس کمیونزم کی بات کررہے ہیں وہ اب عوام کے درمیان نہیں بلکہ عجائب گھروں میں پائی جاتی ہے۔'' ان کی اس پیشین گوئی کے تھوڑے ہی دنوں بعد سوویت یونین کا شیرازہ منتشر ہوگیا۔اس مکتوب کی دوسری اہم بات یہ ہے کہ امام خمینی نے گورباچوف سے یونہی نہیں کہہ دیا کہ اسلام قبول کرلیجئے بلکہ آپ نے فرمایا کہ اپنے ملک کے دانشوروں کی ایک جماعت کے ذریعہ اسلام کا مطالعہ کروائیے۔ میرا یقین کامل ہے۔ اسلام میں ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے۔ اگر آپ لوگ بھی اسلام کی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے پرچم توحید کے سایہ میں آگے قدم بڑھائیں تو دنیا میں امن وسلامتی کا بول بالا ہوجائے گا۔ واضح ہے کہ امام امت نے اپنی اس تاریخ ساز راہ وروش سے یہ ثابت کردیا کہ اسلام اپنی تبلیغ کے لئے تیروتلوار یا بمباری ودھماکہ سازی کا محتاج نہیں رہا بلکہ ہمیشہ علمی اور منطقی بنیادوں پر ہی اس نے مقبولیت کی منزلیں طے کی ہیں۔شاید یہی وہ اہم نکات تھے جن کو نگاہ میں رکھتے ہوئے گورباچوف نے عالمی خبر رساں ایجنسیوں

سے گفتگو کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ'' مجھے فخر ہے کہ امام خمینی جیسی عظیم اور قدآور شخصیت نے اپنے پیغام کے لئے میرا انتخاب کیا ہے۔'' اس پیغام کا مکمل متن حاضر خدمت ہے۔ (ادارہ)

جناب محترم گورباچوف!

صدرِ مجلس اعلیٰ، سوشلسٹ سوویت یونین!

آپ کی اور روسی قوم وملّت کی خوش بختی و نیک بختی کی اُمید کرتے ہوئے!

جب سے آپ نے اپنا عہدہ سنبھالا ہے یہ احساس ہورہا ہے کہ آپ نے دُنیا کے سیاسی واقعات کے تجزیے خصوصاً دورِ جدید میں روس، جن مسائل سے دو چار ہے، ان کی طرف نئے سرے سے انقلاب آمیز نظر ڈالی ہے اور دنیاوی حادثات و واقعات کے سلسلہ میں آپ کے بے باکانہ فیصلوں سے ہوسکتا ہے کہ موجودہ دُنیا پر حاکم توازن میں خلل پڑے اور ایک بڑی تبدیلی رونما ہونے کا سبب بنیں۔ اس لیے میں نے چند باتوں کی طرف آپ کی توجہ کو مبذول کرانا بہتر سمجھا!

بہت ممکن ہے آپ کا دائرہ فکر اور آپ کے نئے عزائم محض پارٹی کے مسائل اور اس کے ذیل میں روسی عوام کے بعض مشکلات کا حل ڈھونڈ نکالنے تک محدود ہوں پھر بھی، جس نظریہ نے سالہا سال دُنیا کے فرزندانِ انقلاب کو اپنے آہنی حصاروں میں مقید کر رکھا تھا، اس نظریہ پر اتنے دلیرانہ انداز سے آپ نے جو تجدیدِ نظر فرمائی ہے، یہ بھی قابلِ تعریف ہے۔ اور اگر اس سے کچھ اور بلند ہوکر آپ غور وفکر کریں، تو سب سے پہلا مسئلہ جو آپ کے لیے یقیناً کامیابی کا باعث ہوگا، وہ یہ ہے کہ آپ کے بزرگوں کا جو نظریہ خدا سے دوری اور دین دشمنی پر مبنی تھا اور جس نے ملّتِ روس کو زبردست نقصان پہنچایا ہے، آپ اس نظریہ کے بارے میں تجدیدِ نظر کریں۔ اور پھر سے سوچیں۔ آپ یقین کیجیے کہ دُنیاوی مسائل کے واقعی حل کا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں ہے۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ اقتصادی میدان میں غلط طریقۂ عمل اور اقتدار پر قابض گزشتہ کمیونسٹ لیڈروں کی غلط کارگزاریاں مغربی ممالک کے سبز باغ دکھائیں، لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

اگر آپ اس سلسلہ میں سوشلزم اور کمیونزم کے اقتصادیات کی اُلجھی گتھیوں کو مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے سائے میں سلجھانا چاہیں گے تو نہ صرف یہ کہ آپ اپنے معاشرہ کے درد کا علاج نہیں

کرسکیں گے بلکہ آئندہ آنے والوں کو آپ کے اشتباہات کا جبران کرنا پڑے گا، کیونکہ اگر آج مارکسزم اپنی اقتصادی و اجتماعی روش میں حائل دیوار کو عبور کرنے سے عاجز ہے تو مغربی دُنیا بھی ان ہی مسائل میں البتہ ایک دوسرے انداز سے دیگر مسائل کے تحت حادثات سے دو چار ہے۔

محترم گورباچوف صاحب !

حقیقتوں سے منہ نہیں موڑنا چاہیے آپ کے ملک کی اصل مشکل مالکیت اقتصاد اور آزادی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ آپ کی تمام پریشانیوں کی اصل جڑ خدا پر اعتقاد نہ ہونا ہے، وہی مشکل جس نے مغرب کو بھی تباہی و بربادی کی انتہا تک پہنچا دیا ہے اور پہنچا کے رہے گی۔ آپ کی اصل مشکل مبداء وجود وہستی، خداوند عالم کے مقابلہ میں ایک عرصہ سے جاری فضول ٹکراؤ ہے۔

محترم گورباچوف صاحب !

یہ بات سب ہی پر روشن ہوچکی ہے کہ اب اس کے بعد کمیونزم کو دُنیا کی سیاسی تاریخ کے عجائب گھروں ہی میں ڈھونڈھنا پڑے گا۔ کیونکہ مارکسی نظریہ انسان کی واقعی ضروریات کو پورا کرنے سے قطعی قاصر ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک مادّی نظریہ ہے۔ اور آج مشرق و مغرب کا معاشرہ جس بنیادی بیماری میں مبتلا ہے وہ ''بشریت کا معنویت پر عدم اعتقاد'' ہے اور اس بحران سے بشریت کو مادیات کے ذریعہ نجات نہیں دلائی جاسکتی۔

محترم گورباچوف صاحب !

ممکن ہے آپ نے مقام اثبات میں مارکسزم کے بعض پہلوؤں سے روگردانی نہ کی ہو، اور آج کے بعد بھی انٹرویو وغیرہ میں اس پر اپنے مکمل عقیدہ اور اعتماد کا اظہار فرمائیں۔ مگر یہ بات آپ خود بھی جانتے ہیں کہ مقامِ ثبوت میں ایسا نہیں ہے۔

کمیونزم پر سب سے پہلی کاری ضرب چینی قیادت نے لگائی اور دوسری اور بظاہر آخری کاری ضرب آپ نے مل کر کمیونزم پر لگائی ہے۔ اب اس وقت دنیا میں کمیونزم نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ لیکن میں آپ سے پوری سنجیدگی کے ساتھ اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ مارکسزم کی خیالی دیواروں کو توڑنے میں آپ، مغرب اور شیطان بزرگ (امریکہ) کے زندان میں گرفتار نہ ہوجائیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ دُنیائے کمیونزم کی ستّر سالہ کجی کے آخری بوسیدہ نقاب کو بھی اپنے ملک اور تاریخ کے چہرے سے نوچ کر پھینک دیں گے اور اس طرح واقعی ایک قابلِ افتخار کارنامہ انجام دیں گے۔

اب آپ کی طرفدار وہ حکومتیں بھی جن کے دل اپنے وطن واہلِ وطن کے لیے دھڑک رہے ہیں، کسی قیمت پر اپنے ملکوں کے زمینی وزیر زمینی ذخیروں کو کمیونزم کی کامیابی کے لیے جس کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آوازیں خود ان کے فرزندوں کے کانوں تک پہنچ چکی ہیں، خرچ کرنے پر تیار نہ ہوں گی۔

محترم گورباچوف صاحب!

جس وقت آپ کی بعض جمہوریتوں میں واقع مسجدوں کے گلدستۂ اذان سے اللہ اکبر اور پیغمبر ختمی مرتبتؐ کی رسالت کی گواہی کی صدا ستر سال کے بعد سنی گئی۔ ''خالص اسلام محمدیؐ'' کے سب طرفداروں کی آنکھوں سے وفور شوق میں آنسو نکل آئے۔

لہٰذا میں نے ضروری سمجھا کہ یہ موضوع آپ کے گوش گزار کردوں کہ ایک بار پھر سے مادّی و الٰہی، دونوں تصوّرِ کائنات کا جائزہ لیجیے۔ مادّہ پرستوں نے اپنے تصوّرِ کائنات میں شناخت کا معیار ''حس'' کو قرار دیا ہے اور جو چیز دائرہ حس میں نہ آئے اس کو علم کے دائرہ حکومت سے باہر جانتے ہیں۔ اور ہستی کو مادّہ کا مثل مانتے ہوئے اگر کوئی چیز مادّہ سے مبرا ہے تو اس کا وجود تسلیم نہیں کرتے۔ اسی لیے یہ لوگ دُنیائے غیب۔ مثلاً وجودِ خدا، وحی و نبوت اور قیامت۔ کو سرے سے افسانہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ الٰہی تصوّرِ کائنات میں معیار شناخت حس وعقل دونوں ہیں۔ لہٰذا عقلی چیزیں بھی علم (سائنس) کے دائرہ حکومت میں داخل ہیں، چاہے انھیں حس اور تجربہ میں نہ لایا جاسکے۔ اس لیے ہستی! غیب وشہود دونوں کو شامل کرتی ہے اور غیر مادّی چیز بھی موجود ہوسکتی ہے۔ اور جس طرح مادّی وجود مجرد سے وابستہ ہے، شناخت حسی بھی شناخت عقلی پر متکی ہے۔ قرآن نے مادّی اندازِ فکر کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خدا نہیں ہے کیونکہ اگر خدا ہوتا تو دکھائی دیتا۔

"لَنْ نُؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً۔"

ارشاد ہوتا ہے:

"لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَاوَهُوَ اللّطِیْفُ الْخَبِیْر۔"

قرآن مجید اور اس کے ان استدلالوں سے، جو اس نے وحی، نبوّت اور قیامت کے سلسلہ میں فرمائے ہیں، ہم قطع نظر کرتے ہیں، کیونکہ آپ کے نظریہ کے مطابق تو پہلے یہی محل بحث ہے۔

اصولی طور پر آپ کو فلاسفہ کے پُر پیچ مسائل، خصوصاً اسلامی فلسفہ کے مباحثہ میں اُلجھانا نہیں چاہتا۔ صرف دو ایک بہت ہی سادہ، فطری اور وجدانی مثالیں سند کے طور پر پیش کرتا ہوں جن سے سیاست دان حضرات بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

یہ مسلّمات میں سے ہے کہ مادّہ وجسم چاہے جو بھی ہو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہے۔ انسان کے ایک سنگی یا مادّی مجسمہ کا ہر ہر حصہ اپنے دوسرے حصہ سے مخفی و پوشیدہ ہے۔ حالانکہ ہم واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ انسان وحیوان اپنے ہر طرف سے آگاہ و باخبر ہے۔ انسان جانتا ہے وہ کہاں ہے؟ اس کے آس پاس کیا ہورہا ہے؟ دُنیا کے حالات کیا ہیں؟ اس لیے ماننا پڑے گا کہ انسان وحیوان میں ایک دوسری چیز بھی ہے جو مادّہ سے مافوق ہے اور وہ عالم مادّہ سے جدا ہے جو مادّہ کے مرنے سے نہیں مرتی، باقی رہتی ہے۔

فطرتاً انسان اپنے اندر ہر کمال کو مطلق طور پر پائے جانے کا خواہشمند ہوتا ہے اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسان دنیا کی قدرت مطلقہ کا طالب ہوتا ہے۔ اور کسی بھی ناقص قدرت سے اس کا دل نہیں بھرتا۔ اگر ایک پوری دُنیا اس کے قبضہ میں ہو اور اس سے کہا جائے کہ ایک دُنیا اور بھی ہے تو وہ فطرتاً اس بات کی طرف مائل ہوگا کہ وہ دُنیا بھی کسی طرح اس کے قبضہ میں آجاتی۔ انسان چاہے جتنا بڑا دانشور ہو، اگر اس سے کہا جائے دوسرے علوم بھی ہیں تو وہ فطرتاً ان علوم کو حاصل کرنے کی طرف مائل ہوگا۔ لہٰذا ایک قدرت مطلقہ اور علم مطلق کی ضرورت ہے جس سے انسان لولگائے۔

اور وہ صرف خدا کی ہی ذات ہے جس سے ہم سب کی امیدیں وابستہ ہیں چاہے ہم خود نہ جانتے ہوں۔ انسان کی خواہش ہے کہ ''حق مطلق'' تک پہنچ جائے تاکہ فنا فی اللہ ہوجائے۔ اصولی طور سے ہر انسان کی سرشت میں ابدی زندگی کی خواہش موجود ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ موت سے آزاد ہوجائے اور زندگی جاوید کا مالک بن جائے۔ اگر جنابِ عالی کو اس سلسلہ میں تحقیق کی خواہش ہوتو ان

علوم کے جاننے والے حضرات کو مغربی فلسفہ کے علاوہ مشائی فلسفہ میں فارابی، اور ابوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہما کی وہ کتابیں پڑھنے کا حکم دیں جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں تا کہ ان پر واضح ہوسکے کہ علّیت و معلولیت کا قانون ''جس پر ہر طرح کی شناخت کا مدار ہے۔'' اس کا تعلق معقول سے ہے محسوس سے نہیں ہے۔ اسی طرح معانی کلیہ کا ادراک نیز تمام قوانین کلیہ ''جن پر ہر قسم کے استدلال کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔'' بھی سب کے سب معقول ہیں محسوس نہیں ہیں۔ اور پھر اشراقی فلسفہ میں بھی یہ لوگ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے آپ کو بتائیں کہ جسم نیز تمام مادّی موجودات بھی اس نورِ محض کے محتاج ہیں جو حس سے منزہ ہے، اور انسان کے لیے خود اپنی ذات اور اپنی حقیقت کا ادراکِ شہودی بھی حسّی وجود سے مبّرا ہے۔

آپ اپنے بزرگ دانشمندوں کو حکم دیں کہ وہ صدرالمتالہین رضوان اللہ علیہ خداوند عالم ان کو نبیّین وصالحین کے ساتھ محشور کرے، کی کتاب حکمتِ متعالیہ کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہو کہ حقیقت علم وہی وجود محض ہے جو مادّہ سے مجرد ہے اور ہر طرح کی فکر مادّہ سے مبّرا ہے اور احکامِ مادّہ اس پر جاری نہیں ہوسکتے۔

اب اس سے زیادہ میں آپ کو تھکانا نہیں چاہتا اور عارفین کی کتابوں خصوصاً محی الدین ابن عربی کی کتابوں کا نام نہیں لوں گا۔ ہاں اگر اس بزرگ شخصیت کے مباحث سے آپ واقف ہونا چاہتے ہوں تو چند ایسے ذہین و باخبر افراد کو، جو اس قسم کے علم میں مہارت تامّہ رکھتے ہوں، قم روانہ فرمائیں تا کہ چند سال خدا پر بھروسہ کر کے بال سے بھی زیادہ باریک ولطیف عرفانی منازل سے آگاہی حاصل کریں۔ کیونکہ علم وآگہی کا یہ سفر طے کئے بغیر وہاں تک رسائی ناممکن ہے۔

محترم گورباچوف صاحب!

ان مسائل ومقدمات کے ذکر کے بعد اب میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ آپ پوری سنجیدگی کے ساتھ اسلام کے بارے میں تحقیق وتفحص کریں۔ اور یہ خواہش اس لیے نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمین آپ کے محتاج ہیں، بلکہ اسلام کے آفاقی وعظیم اقدار کی بناء پر ہے جو تمام قوموں کی نجات کا سبب اور باعث راحت وآرام بن سکتے ہیں اور یہی بشریت کے بنیادی مشکلات کی گرہیں کھول

سکتا ہے۔

اسلام کا سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کرنے سے ہوسکتا ہے کہ آپ کو مسئلہ افغانستان اور اسی قسم کے دُنیا کے دیگر مسائل سے ہمیشہ کیلئے نجات دلادے۔ ہم دُنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو اپنے ملک کے مسلمانوں کی طرح سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو ان کے حال میں شریک سمجھتے ہیں۔

آپ نے سوویت روس کے بعض جمہوریوں میں نسبتاً جو مذہبی آزادی دی ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ اب آپ یہ خیال ترک کر چکے ہیں کہ مذہب معاشرہ کیلئے افیون ہے۔

سچ بتایئے جس مذہب نے ایران کو بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں ایک پہاڑ کے مانند استوار کررکھا ہے، کیا وہ معاشرہ کیلئے نشہ آور ہوسکتا ہے؟ آیا جو مذہب پوری دنیا میں عدالت و انصاف کے اجرا کا مطالبہ کرتا ہے اور انسان کو ہر قسم کی معنوی و مادّی قیود سے آزاد دیکھنے کا خواہاں ہے وہ معاشرے کے لیے افیون ہے؟

البتہ جو مذہب اسلامی وغیر اسلامی ممالک کے مادّی ومعنوی تمام سرمایہ کو بڑی طاقتوں اور حکومتوں کے حوالہ کردینے کا سبب بنے اور برسرِعام چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ سیاست دین سے جدا ہے، یقیناً ملک وقوم کیلئے مخدر ونشہ آور ہے! لیکن وہ اس صورت میں واقعی مذہب نہیں کہا جاسکتا، بلکہ اس مذہب کو ہمارے یہاں کے لوگ ''امریکی مذہب'' کہتے ہیں۔

آخر میں پھر صاف لفظوں میں اعلان کرتا ہوں کہ جمہوری اسلامی ایران عام اسلام کا عظیم ترین و طاقتورترین مرکز ہونے کی حیثیت سے بڑے اطمینان کے ساتھ آپ کے اعتقادی نظام کے خلا کو پُر کرسکتا ہے۔ بہرحال ہمارا ملک ماضی کی طرح حسن ہمسائیگی اور برابری کے روابط کا قائل ہے اور اس کا احترام کرتا ہے۔

والسّلام علی من اتبع الھدیٰ

(جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو)

روح اللّٰہ الموسوی الخمینی

۲۲/جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ (یکم جنوری ۱۹۸۹ء)